از عدالتِ عظمیٰ

فیصلے کی تاریخ: 27 جنوری 1964

ولبھ داس لیلادھر و دیگراں۔

بنام

اسسٹنٹ کلکٹر آف کسٹمز

[پی بی گجیندر گڈکر، اے کے سرکار، کے این وانچو، کے سی داس گپتا اور این راج گوپال ایانگر، جسٹسز]

سی کسٹمز ایکٹ، 1878 (8 سال 1878) ذیلی دفعات 186، 167 (81)- کسٹم حکام کو دیے گئے بیانات- اگر فوجداری مقدمے میں قابل قبول ہو- ضبطی اور جرمانہ- اگر جرمانہ عائد کیا جاتا ہے- اگر قانونی خلاف ورزی کی جاتی ہے- سونے کی اسمگلنگ ثابت ہو- اگر قانون کے برخلاف ہو- انڈین ایویڈنس ایکٹ، 1872 (1 سال 1872)، ذیلی دفعہ 24، 25۔

اسمگل شدہ سونا برآمد کیا گیا (درخواست گزاروں سے ضبط کیا گیا اور ان پر جرمانہ عائد کیا گیا)۔ اس کے بعد درخواست گزاروں پر مقدمہ چلایا گیا اور سی کسٹم ایکٹ کی دفعہ 167 (81) کے تحت مجرم قرار دیا گیا۔ کسٹم حکام کے سامنے دیے گئے اپنے بیانات میں اپیل کنندگان نے عملی طور پر استغاثہ کے کیس کو تسلیم کیا تھا اور ان بیانات کو ثبوت کے طور پر پیش کیا گیا تھا۔ سیشن جج سے اپیل اور ہائی کورٹ میں نظر ثانی کی درخواست مسترد کر دی گئی۔ اس عدالت میں اپیل میں:

حکم ہوا کہ: (1) چونکہ کسٹم حکام کو دیئے گئے بیانات پر درخواست گزاروں کے دستخط تھے جو قبول کیے گئے تھے، لہٰذا انہیں اس طرح کے اعتراف کے ذریعہ ثابت کرنے کے لئے لیا جانا چاہئے اور مزید ثبوت کی ضرورت نہیں تھی۔ [858C]

(ii) کسٹم افسران اس معاملے میں پیدا ہونے والے حالات میں نہیں ہیں اور ثبوت ایکٹ کی دفعہ 25 کے تحت ان کو دیئے گئے بیانات ناقابل قبول نہیں ہیں۔ دفعہ 24 کا اطلاق ہوگا، کیونکہ کسٹم حکام بااختیار افراد ہیں۔ اور اس طرح کے بیانات ناقابل قبول ہوں گے اگر لالچ، دھمکی یا وعدے کے ذریعہ خراب کیا جائے۔ [858 E-F]

ریاست پنجاب بمقابلہ برکت رام، [1962] 3 S.C.R 338، p پر انحصار۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and integrity of this document

(iii) سی کسٹم ایکٹ کی دفعہ 186، جو صرف ایک قابل عمل دفعہ ہے، اس ایکٹ کے تحت کسی ایسے معاملے کے سلسلے میں کسی جرم کے لئے مقدمہ چلانے پر کوئی پابندی نہیں ہے جس میں ضبطی، جرمانے یا ڈیوٹی کی بڑھتی ہوئی شرح کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ [859F-G]

لیورے فری بمقابلہ ڈسٹرکٹ جیل کے سپرنٹنڈنٹ[1958]S.C.R 822، کا حوالہ دیا گیا۔

(iv) ایک بار جب برآمد شدہ سونا اسمگل شدہ ثابت ہو جائے تو جو بھی اسے لے کر آیا اور اس کے ساتھ لینے کا پتہ چل جائے تو اس کے بعد یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اس کا ارادہ ڈیوٹی سے بچنے یا پابندی یا پابندی کی خلاف ورزی کرنے کا تھا۔[860 C-D]

فوجداری اپیلیٹ دائرہ اختیار: فوجداری اپیل نمبری 48 اور 80، سال 1960.

بمبئی ہائی کورٹ راجکوٹ (اب گجرات ہائی کورٹ) کے 11 دسمبر 1959 اور 2 مارچ 1960 کے فیصلے اور احکامات سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیلیں فوجداری نظر ثانی درخواست نمبر 100، سال 1959 میں دی گئی ہیں۔

این این کیسوانی، اپیل کنندگان کے لیے (دونوں اپیلوں میں)۔

جواب دہندہ کی طرف سے ڈی آر پریم اور آر این سچتھی (دونوں اپیلوں میں)۔

عدالت کا فیصلہ جسٹس وانچو نے سنایا۔

وانچو، جسٹس۔ خصوصی اجازت کے ذریعہ دونوں اپیلیں پوربندر میں مجسٹریٹ کے سامنے ایک ہی فوجداری مقدمے سے پیدا ہوتی ہیں اور ان سے ایک ساتھ نمٹا جائے گا۔ تین اپیل کنندگان کے ساتھ ایک اور شخص یعنی کیشو لال ناگ جی بھائی کے خلاف 1878 کے سی کسٹم ایکٹ نمبر 8 کی دفعہ 167 (81) کے تحت مقدمہ چلایا گیا تھا۔ استغاثہ کا مقدمہ مختصراً یہ تھا کہ ولبھ داس لیلادھر، جو اب مر چکا ہے، ایک عرب کے رابطے میں آیا تھا، جس سے اس نے یکم دسمبر 1956 کو 84 تولے سے کچھ زیادہ وزنی اسمگل شدہ سونا خریدا تھا۔ اس سے پہلے، ولبھ داس لیلادھر نے خریداری کرنے کے لیے 28 نومبر، 1956 کو دیگر دو اپیل کنندگان اور کیشولال سے 3600 روپے قرض لیے تھے۔ خریداری کرنے کے بعد ولبھ داس لیلادھر پوربندر آئے اور دیگر دو اپیل کنندگان اور کیشولال کے گھر گئے اور انہیں خریداری کے بارے میں بتایا اور سونے کو ٹھکانے لگانے میں ان کی مدد مانگی۔ دیگر دو اپیل کنندگان، نرنداس ناگ جی بھائی اور ولبھ داس ناگ جی بھائی بھائی ہیں۔ کیشو لال ان دونوں اپیل

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and integrity of this document

کنندگان کا بھائی بھی تھا۔ استغاثہ کا مقدمہ یہ بھی تھا کہ نارنداس ناگ جی بھائی نے ولبھ داس ناگ جی بھائی سے کہا کہ وہ سونا بانٹوا لے جائیں اور اسے 103 روپے فی تولہ کے حساب سے فروخت کریں۔ ولبھ داس ناگ جی بھائی کو یہ بھی ہدایت دی گئی تھی کہ اگر وہ اس قیمت پر سونا فروخت نہیں کر سکتے ہیں تو وہ بنٹوا بس اسٹینڈ پر ولبھ داس لیلادھر اور نارنداس ناگ جی بھائی سے رابطہ کریں جہاں سے انہیں سونا ٹھکانے لگانے کے لئے جوناگڑھ جانا تھا اگر بنٹوا میں کوئی مناسب خریدار نہیں مل سکتا تھا۔ نتیجتاً، ولبھ داس ناگ جی بھائی 2 دسمبر، 1956 کی دوپہر کو بس کے ذریعے بنٹوا کے لیے روانہ ہوئے۔ اس دوران اس سونے کی اسمگلنگ کے بارے میں انسپکٹر آف کسٹم مہتا کو جانکاری ملی۔ اس کے نتیجے میں انہوں نے ولبھ داس ناگ جی بھائی کی بس کا پیچھا کیا اور دوپہر تقریباً 3 بجے کوٹیانا بس اسٹینڈ پر انہیں روک لیا۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ آف کسٹمز بھی انسپکٹر مہتا کے ساتھ تھے اور ولبھ داس ناگ جی بھائی کو کٹیانا میں بس سے اتار اگیا تھا۔ عینی شاہدین کی موجودگی میں تلاشی لینے پر اس کے قبضے سے 84 تولے وزنی سونے کی پانچ سلاخیں برآمد ہوئیں۔ ان تمام پانچ سلاخوں پر غیر ملکی نژاد نشانات تھے اور کسٹم حکام نے بازیابی کی فہرست تیار کرنے کے بعد انہیں اپنے قبضے میں لے لیا تھا۔ اس معاملے میں مزید تفتیش کی گئی اور آخر کار 7 اکتوبر 1957 کو سینٹرل ایکسائز بڑودہ کے کلکٹر نے ایکٹ کی دفعہ 167 (8) اور فارن ایکسچینج ریگولیشن ایکٹ، 1947 کی دفعہ 23 کے تحت سونے کی سلاخوں کو ضبط کر لیا اور تینوں درخواست گزاروں پر 1000 روپے کا جرمانہ اور کیشولال پر 500 روپے کا جرمانہ بھی عائد کیا۔ اس کے بعد اسسٹنٹ کلکٹر آف کسٹمز نے 27 جون 1958 کو پوربندر میں مجسٹریٹ کے سامنے ایکٹ کی دفعہ 167 (81) کے تحت شکایت درج کرائی۔

ولبھ داس لیلادھر کا معاملہ یہ تھا کہ انہوں نے یہ سونا کسی عرب سے نہیں خریدا تھا بلکہ 1946 میں کراچی سے اپنے ساتھ لائے تھے۔ ولبھ داس ناگ جی بھائی نے ان کے پاس سے سونا برآمد ہونے کا اعتراف کیا لیکن کہا کہ یہ ولبھ داس لیلادھر کا تھا اور وہ بعد میں ان کی درخواست پر اسے لے کر جا رہے تھے اور انہیں نہیں معلوم تھا کہ یہ اسمگل شدہ سونا تھا۔ نرنداس ناگ جی بھائی نے یہ بھی تسلیم کیا کہ ولبھ داس لیلادھر سونا لے کر ان کے گھر آئے تھے لیکن انہوں نے مزید کہا کہ یہ اسمگل شدہ سونا نہیں تھا اور ولبھ داس لیلادھر نے انہیں بتایا تھا کہ یہ ان کا ہے اور فروخت کے لئے ہے۔ بری ہونے والے چوتھے شخص کیشولال نے

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and integrity of this document

کہا کہ وہ اس معاملے کے بارے میں کچھ نہیں جانتے تھے اور ان کا اس سے کوئی تعلق نہیں تھا۔

واضح رہے کہ تینوں درخواست گزاروں نے کسٹم حکام کے سامنے بیانات دیے تھے اور ان بیانات کو استغاثہ کیس کی حمایت میں ثبوت کے طور پر بھی پیش کیا گیا تھا۔ ان بیانات میں انہوں نے عملی طور پر استغاثہ کے اس کیس کا اعتراف کیا کہ سونا اسمگل کیا گیا تھا اور وہ اسے ٹھکانے لگانے کی کوشش کر رہے تھے۔ مجسٹریٹ نے قانون کی دفعہ 167(81) کے تحت چاروں افراد کو قصوروار ٹھہرایا اور انہیں چھ ماہ کی قید بامشقت اور 500/- روپے جرمانے کی سزا سنائی۔ انہوں نے کسٹم حکام کے سامنے اپیل کنندگان اور کیشولال کے بیانات اور ان کے سامنے پیش کیے گئے ثبوتوں پر بھروسہ کیا، جو بنیادی طور پر سونے کی برآمدگی کے بارے میں تھے۔

چاروں سزا یافتہ افراد نے سیشن جج سے اپیل کی۔ اس اپیل کی سماعت ایڈیشنل سیشن جج پوربندر نے کیشولال کو بری کر دیا۔ دیگر تین (یعنی، اب ہمارے سامنے تین اپیل کنندگان) کی اپیل خارج کر دی گئی اور ان کی سزاؤں اور سزاؤں کو برقرار رکھا گیا۔ اس کے بعد تینوں اپیل کنندگان ہائی کورٹ میں نظر ثانی میں چلے گئے۔ ہائی کورٹ نے ولبھ داس لیلادھر اور ولبھ داس ناگ جی بھائی کی ترمیم کو سرسری طور پر مسترد کر دیا۔ نرنداس ناگ جی بھائی کی نظر ثانی کی درخواست قبول کی گئی تھی لیکن آخر کار اسے خارج کر دیا گیا تھا۔ اس کے بعد تینوں درخواست گزاروں نے اس عدالت میں اپیل کرنے کی اجازت کی درخواست دی جسے مسترد کر دیا گیا۔ اس کے بعد انہوں نے اس عدالت سے خصوصی اجازت کی درخواست کی، جسے منظور کر لیا گیا، اور اس طرح یہ معاملہ ہمارے سامنے آیا ہے۔

ولبھ داس لیلادھر، کنندگان میں سے ایک کی فوجداری اپیل نمبر 48 سال 1960 عمر میں ان کا انتقال ہو گیا۔ اس لیے جہاں تک ان کا تعلق ہے، ان کی اپیل ختم ہو جاتی ہے۔ صرف ولبھ داس ناگ جی بھائی (فوجداری اپیل 48) اور نرنداس ناگ جی بھائی (فوجداری اپیل 80) کی اپیل پر غور کرنا باقی ہے۔ تاہم اس سے پہلے کہ ہم اپیل کنندگان کی طرف سے ہمارے سامنے اٹھائے گئے نکات پر غور کریں ہم ان حالات کا حوالہ دے سکتے ہیں جو تمام عدالتوں نے ثابت کیے ہیں اور جن کی بنیاد پر اپیل کنندگان کی سزا کو برقرار رکھا گیا ہے۔ یہ حالات یہ ہیں:

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and integrity of this document

(1) اگرچہ متعلقہ وقت سونے کی قیمت 105 روپے فی تولہ سے زیادہ تھی، لیکن درخواست گزار ان سونے کی سلاخوں کو تقریباً 103 روپے فی تولہ کی کم قیمت پر فروخت کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔

(2) دونوں درخواست گزار پوربندر میں سنار کے طور پر کام کر رہے تھے اور اس کی کوئی وجہ نہیں تھی کہ سونے کو ٹھکانے لگانے کے لئے کہیں اور بھیجا جائے۔ چونکہ پوربندر کافی بڑا شہر ہے، لہذا کوئی وجہ نہیں تھی کہ پوربندر کے بازار میں سونا فروخت نہیں کیا جا سکتا تھا۔

(3) دونوں درخواست گزاروں نے سونے کو ٹھکانے لگانے میں غیر ضروری عجلت کا مظاہرہ کیا۔

(4) ولبھ داس ناگ جی بھائی کے ذریعہ سونے کی سلاخوں کو جس خفیہ طریقے سے رکھا گیا تھا جیسا کہ بازیابی کے وقت دکھایا گیا تھا، اس سے پتہ چلتا ہے کہ اپیل کنندگان جانتے تھے کہ وہ اسمگل شدہ سونے کا کاروبار کر رہے تھے۔

(5) 3600 روپے کی رقم ولبھ داس لیلادھر کو دی گئی تھی لیکن اپیل کنندگان کی اکاؤنٹ بک میں اندراج ولبھ داس لیلادھر کے بھائی کے نام پر کیا گیا تھا جو دونوں اپیل کنندگان کے بہنوئی ہیں۔

(6) سونے پر موجود نشانات نے یہ بالکل واضح کر دیا کہ یہ غیر ملکی نژاد تھا اور دونوں درخواست گزار اس سے لاعلم نہیں ہو سکتے تھے، خاص طور پر جب وہ سنار کے طور پر کام کرتے ہیں۔

مذکورہ بالا حالات کے علاوہ، تمام عدالتوں نے کسٹم حکام کے سامنے دونوں درخواست گزاروں کے بیانات پر بھروسہ کیا اور ایکٹ کی دفعہ 178A کے تحت مفروضہ اٹھایا گیا اور اس بنیاد پر اپیل کنندگان کو مجرم ٹھہرایا گیا، حالانکہ ہائی کورٹ نے کہا کہ دفعہ 178A کے تحت مفروضے کے بغیر بھی ثبوت اپیل کنندگان کو مجرم قرار دینے کے لئے کافی ہیں۔

اپیل کنندگان کے فاضل وکیل نے تمام عدالتوں کے ذریعہ حقائق کے مشترکہ نتائج کو بہت مناسب طریقے سے چیلنج نہیں کیا ہے۔ انہوں نے ہمارے غور وخوض کے لئے چار نکات اٹھائے ہیں، جو یہ ہیں:

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and integrity of this document

(1) کسٹم حکام کو دیئے گئے بیانات ثبوت میں ناقابل قبول تھے کیونکہ وہ مناسب طریقے سے ثابت نہیں ہوئے تھے۔

(2) کلکٹر آف کسٹمز کے سامنے دیا گیا بیان انڈین ایویڈنس ایکٹ کی ذیلی دفعہ 24 اور 25 کے تحت ثبوت کے لحاظ سے ناقابل قبول تھا۔

(3) چونکہ سونا پہلے ہی ضبط کیا جا چکا تھا اور ایکٹ کی دفعہ 167 (8) کے تحت جرمانہ عائد کیا گیا تھا، لہذا ایکٹ کی دفعہ 186 کے پیش نظر فوجداری عدالت میں مزید مقدمہ نہیں چلایا جا سکتا ہے۔

(4) دفعہ 167 (81) کے اجزاء اس معاملے میں مطمئن نہیں ہیں۔

حوالہ (1)

جہاں تک پہلے نکتے کا تعلق ہے تو صرف ایک دلیل یہ ہے کہ کسٹم حکام کے سامنے دیے گئے بیانات پر دستخط کرنے والے وکیل کو ان کو ثابت کرنے کے لیے پیش نہیں کیا گیا اور اس لیے ان بیانات کو صحیح طریقے سے ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ تاہم یہ واضح ہے کہ بیانات پر نہ صرف اپیل کنندگان کے وکیل نے بلکہ اپیل کنندگان کے بھی دستخط کیے تھے۔ عدالت میں اپنے بیانات میں اپیل گزاروں نے اعتراف کیا کہ انہوں نے بیانات پر دستخط کیے تھے، حالانکہ انہوں نے کہا کہ وہ نہیں جانتے کہ بیانات میں کیا شامل ہے اور انہوں نے اپنے وکیل کے پوچھنے پر اس پر دستخط کیے۔ درخواست گزاروں کے بیانات کے اس حصے پر مندرجہ ذیل عدالتوں نے اور ہماری رائے میں صحیح طور پر یقین نہیں کیا ہے۔ چونکہ ان بیانات پر درخواست گزاروں کے دستخط ہوتے ہیں جن کو قبول کیا جاتا ہے، لہذا انہیں اس اعتراف کے ذریعہ ثابت کیا جانا چاہئے اور اپیل کنندگان کے ساتھ بیانات پر دستخط کرنے والے وکیل سے مزید پوچھ گچھ کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ لہٰذا اس موضوع پر بحث ناکام ہونی چاہیے۔

حوالہ (2)

جہاں تک دوسرے نکتے کا تعلق ہے، ہماری رائے ہے کہ انڈین ایویڈنس ایکٹ کی دفعہ 25 کا موجودہ کیس کے حقائق پر کوئی اطلاق نہیں ہے جو ریاست پنجاب بمقابلہ برکت رام ([1]) کے حقائق کے ساتھ چاروں طرف موجود ہیں۔ اسی طرح کے حالات میں اس عدالت نے اس کیس میں یہ فیصلہ دیا تھا کہ کسٹم افسران پولیس افسران نہیں ہیں اور ان کو

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and integrity of this document

دیئے گئے بیانات دفعہ 25 کے تحت ناقابل قبول نہیں ہیں۔ تاہم دفعہ 24 کا اطلاق ہو گا کیونکہ کسٹم حکام کو بااختیار افراد کے طور پر لیا جانا چاہیے اور اگر یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ وہ لالچ، دھمکی یا وعدے کی وجہ سے ہوئے ہیں تو فوجداری مقدمے میں بیانات ناقابل قبول ہوں گے۔ لیکن تمام عدالتوں کا نتیجہ یہ ہے کہ یہ بیانات انڈین ایویڈنس ایکٹ کی دفعہ 24 کے تحت کسی لالچ، دھمکی یا وعدے کی وجہ سے نہیں دیے گئے تھے۔ لہٰذا یہ نہیں کہا جا سکتا کہ انڈین ایویڈنس ایکٹ کی دفعہ 24 کے تحت یہ بیانات ناقابل قبول ہیں۔

حوالہ (3)

اس کے بعد درخواست گزار قانون کی دفعہ 186 پر بھروسہ کرتے ہیں، جس میں لکھا ہے:

"کسٹمز کے کسی افسر کی جانب سے اس ایکٹ کے تحت کسی بھی ضبطی، جرمانے یا ڈیوٹی کی بڑھتی ہوئی شرح کا فیصلہ کسی بھی ایسی سزا کو نہیں روک سکے گا جس سے متاثرہ شخص کسی دوسرے قانون کے تحت ذمہ دار ہو۔"

اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ جب دفعہ 186 میں کہا گیا ہے کہ سمندری کسٹمز ایکٹ کے تحت کسی بھی ضبطی، جرمانے یا ڈیوٹی کی بڑھتی ہوئی شرح کا اعلان کسی بھی ایسی سزا کو دینے سے نہیں روکے گا جس سے متاثرہ شخص کسی دوسرے قانون کے تحت ذمہ دار ہو، تو یہ لازمی طور پر کسی بھی سزا کو دینے سے منع کرتا ہے۔

اس طرح متاثر ہونے والا شخص خود سمندری کسٹم ایکٹ کے تحت ذمہ دار ہے۔
اس سلسلے میں ہماری توجہ لیو رائے فری بمقابلہ سپرنٹنڈنٹ ڈسٹرکٹ جیل ([1]) میں کچھ مشاہدات کی طرف مبذول کرائی جاتی ہے۔ یہ سچ ہے کہ اس معاملے میں اس عدالت نے ایکٹ کی دفعہ 186 کا حوالہ دیا۔ لیکن اس معاملے کا براہ راست تعلق اس سوال سے نہیں تھا کہ آیا دفعہ 186 کی روشنی میں ایکٹ کی دفعہ 167 (8) کے تحت ضبطی، جرمانے یا ڈیوٹی کی شرح میں اضافے کے بعد ایکٹ کی دفعہ 167 (81) کے تحت استغاثہ کی اجازت ہے یا نہیں۔ دفعہ 167 میں شق (81) ترمیمی ایکٹ نمبر 21 سال 1955 کے ذریعے متعارف کرائی گئی تھی۔ اس سے پہلے اس دفعہ میں 80 شقیں تھیں، اور ان شقوں کی اسکیم یہ تھی کہ کسی شخص سے یا تو ضبطی، جرمانے یا ڈیوٹی کی بڑھتی ہوئی شرح کے ذریعے نمٹا جا سکتا ہے، یا مجسٹریٹ کے سامنے استغاثہ کے ذریعے نمٹا جا سکتا ہے۔ ان حالات میں دفعہ 186 میں یہ

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and
integrity of this document

اہتمام کیا گیا تھا کہ ضبطی، جرمانے یا ڈیوٹی کی بڑھتی ہوئی شرح کسی دوسرے قانون کے تحت کسی اور سزا کو روکنے پر مجبور نہیں کرے گی۔ دفعہ 186 میں اس شق کے ذریعہ مقننہ کا ارادہ واضح طور پر کسی دوسرے قانون کے تحت مقدمہ چلانے کی اجازت دینا تھا، بھلے ہی اس ایکٹ کے تحت ضبطی، جرمانے یا ڈیوٹی کی شرح میں اضافہ ہو۔ اس طرح دفعہ 186 کا مقصد ضبطی کی شکل میں ایکٹ کے تحت کارروائی کے علاوہ استغاثہ کی اجازت دینا تھا۔ جرمانے یا ڈیوٹی کی بڑھتی ہوئی شرح؛ اس کا مقصد کبھی بھی کسی بھی استغاثہ کے لئے رکاوٹ کے طور پر کام کرنا نہیں تھا جو ضبطی، جرمانے یا ڈیوٹی کی بڑھتی ہوئی شرح کے فیصلے کے بعد جائز ہو سکتا ہے۔ یہ محض ایک فعال دفعہ تھا نہ کہ روک لگانے والا دفعہ اور ایسا لگتا ہے کہ اسے ایکٹ میں شامل کیا گیا ہے۔ تاہم جب دفعہ 167 میں شق (81) متعارف کرائی گئی تو کچھ معاملات میں یہ ممکن ہوا جہاں سامان ضبط کیا گیا تھا اور کسٹم حکام کی جانب سے ایکٹ کے تحت جرمانے عائد کیے گئے تھے تاکہ ایکٹ کی شق (81) کے تحت بھی افراد کے خلاف مقدمہ چلایا جا سکے۔ تاہم اس سے دفعہ 186 میں موجود شق کی نوعیت میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی جو ایک قابل عمل شق تھی نہ کہ روک تھام کی شق۔ اگر ارادہ ضبطی، جرمانے یا ڈیوٹی کی بڑھتی ہوئی شرح کے نتیجے میں مقدمات کو روکنے کا ہوتا تو دفعہ 186 کے الفاظ بہت مختلف ہوتے۔ لہٰذا ہم دفعہ 186 میں اس قانون کے تحت استغاثہ پر اثر انداز ہونے والی پابندی کو صرف اس لیے نہیں پڑھ سکتے کیونکہ دفعہ 186 کسی دوسرے قانون کے تحت استغاثہ چلانے کی اجازت دیتی ہے۔ اس معاملے کے نقطہ نظر میں، دفعہ 186 کسی ایسے معاملے کے سلسلے میں ایکٹ کے تحت کسی جرم کے لئے استغاثہ پر کوئی پابندی نہیں ہے جس میں ضبطی، جرمانے یا ڈیوٹی کی بڑھتی ہوئی شرح کا فیصلہ کیا گیا ہے.

حوالہ (4)

اس کے بعد یہ دلیل دی جاتی ہے کہ دفعہ 167 کی شق (81) کے اجزاء اس حد تک مطمئن نہیں ہیں کیونکہ یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ اپیل کنندگان کا ارادہ سونے پر ادا کی جانے والی کسی بھی ڈیوٹی سے حکومت کو دھوکہ دینا تھا جو اس معاملے میں چارج کا موضوع تھا یا فی الحال نافذ کسی بھی پابندی یا پابندی سے بچنا تھا۔ یہ سچ ہے کہ شق (81) کے اطلاق سے پہلے یہ ثابت کرنا ضروری ہے کہ اس کے تحت کسی قابل استعمال یا ممنوعہ یا محدود سامان رکھنے یا اس طرح کے سامان کو لے جانے، ہٹانے، جمع کرنے، رکھنے یا چھپانے سے متعلق شخص کا ارادہ حکومت کو اس پر عائد کسی بھی ڈیوٹی کی ادائیگی سے دھوکہ دینا یا اس پر نافذ کسی بھی

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and
integrity of this document

پابندی یا پابندی سے بچنے کا ہے۔ لہذا یہ کہا جاتا ہے کہ استغاثہ مثبت شواہد سے یہ ثابت کرنے میں ناکام رہا ہے کہ اس کا مقصد حکومت کو اس معاملے میں سونے پر واجب الادا ڈیوٹی سے دھوکہ دینا تھا یا فی الحال اس کی درآمد پر پابندی یا پابندی سے بچنا تھا۔ ہم سمجھنے کے قابل نہیں ہیں۔ یہ دلیل بالکل بھی نہیں ہے۔ ایک بار جب یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ سونا اسمگل شدہ سونا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے ڈیوٹی کی ادائیگی کے بغیر یا پابندی کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ملک میں لایا گیا تھا اور جو بھی اسے لایا اور جس نے اس کے بعد اس کے ساتھ لین دین کیا اسے معلوم ہو کہ یہ اس طریقے سے اسمگل کیا گیا ہے بشر طیکہ اس دفعہ کا مقصد ڈیوٹی کی ادائیگی سے بچنے یا پابندی یا پابندی کی خلاف ورزی کرنا ہو۔ اس بحث میں بھی کوئی طاقت نہیں ہے۔

آخر میں اس بات پر زور دیا جاتا ہے کہ جیل میں قید کی بنیادی سزا دی جائے۔ ہمارے سامنے موجود دو اپیل کنندگان کے معاملے کو پہلے سے گزرے ہوئے عرصے تک کم کیا جاسکتا ہے، خاص طور پر، اپیل کنندگان کے طور پر۔ وہ مارچ 1960 سے ضمانت پر ہیں اور یہ انصاف کے مفاد میں نہیں ہوگا کہ انہیں چار سال کی مختصر مدت کے لئے واپس جیل بھیج دیا جائے جب کہ تقریباً آدھی سزا پہلے ہی پوری ہو چکی ہے۔ تاہم ہمیں اس نوعیت کے معاملات میں سزا میں مداخلت کرنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ لہذا اپیلیں ناکام ہو جاتی ہیں اور خارج کر دی جاتی ہیں۔

اپیل خارج کر دی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and integrity of this document